بسم اللہ الرحمن الرحیم

سید فضل الرحمٰن

ہادیٔ اعظم ﷺ کا سفر ہجرت

تاریخوں میں اختلاف کی تحقیق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفرِ ہجرت، تاریخِ اسلام کا عظیم ترین اور انتہائی دور رس نتائج کا حامل واقعہ ہے۔ اس سے جہاں ایک طرف اسلام کے ایک بالکل نئے دور کی ابتدا ہوئی وہیں اس نے ایک ایسی ریاست کی داغ بیل بھی ڈالی جو آگے چل کر رہتی دنیا تک پوری انسانیت کے لئے ایک مثال اور نمونہ عمل قرار پائی۔

سفرِ ہجرت کی اسی عالمگیر اہمیت کی بناء پر تمام مؤرخین اور اہلِ سیر نے اس کی جانب اپنی خاص توجہ مرکوز کی ہے، خصوصاً اس سفر کی ابتداء سے انتہا تک ایام اور تاریخوں کو مفصل طور پر بیان کیا ہے۔

اس وقت دستیاب ماخذ میں اس جانب خاص توجہ کرنے والوں میں ایک نام علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جنہوں نے سیرت النبیؐ میں سفرِ ہجرت پر مفصل گفتگو کی ہے، ان کے علاوہ ماہنامہ برہان دہلی میں مولوی اسحاق نبی علوی صاحب نے بھی اپنے شائع ہونے والے سلسلۂ مضامین میں اس موضوع پر کافی تحقیق کی ہے، اور بہت سے عُقدے حل کئے ہیں، یہ مضمون بعد میں ماہنامہ نقوش رسول نمبر میں مکمل شائع ہو چکا ہے، لیکن اس کے باوجود اس سفر کی تاریخوں کے بارے میں کافی اختلافات اب بھی حل طلب ہیں۔

اس باب میں اتنے شدید اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اس بارے میں روایات اور ابتدائی دور کے اہلِ سیر کے اقوال جنہیں ماخذ کا درجہ حاصل ہے، مختلف ہیں۔

ہاں ہم صرف ہجری تاریخوں سے بحث کریں گے کیونکہ اصل مقصود یہی ہیں، نیز اگر ایک بار ان کی تعین ہو جائے تو عیسوی تاریخوں کا متعین کرنا مشکل نہیں ہوگا، ابتدا میں ان تمام اختلافات کا ذکر ہوگا جو اس بارے میں اہلِ سیر کے ہاں موجود ہیں اور پھر ان اختلافات کو حل کرنے اور صحیح صورتِ حال جاننے کی کوشش کریں گے۔

سب سے پہلے تو مؤرخین میں اس بات میں اختلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے کس تاریخ کو روانہ ہوئے؟ چنانچہ زرقانی نے ابن حزمؒ اور مغلطائی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے روانگی ۲۷ صفر کو ہوئی، اور غار میں تین روز ٹھہر کر وہاں سے یکم ربیع اوّل کو روانہ ہوئے، (۱) مگر یہ قول درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ابنِ سعدؒ نے تصریح کی ہے کہ آپؐ کی غار سے روانگی پیر کے روز تھی اور اس دن ۵ ربیع اوّل تھی، (پیر کے روز غار سے روانگی میں کسی کا اختلاف نہیں، اختلاف صرف تاریخ میں ہے۔) نیز محمد بن موسیٰ خوارزمی نے صراحت کی ہے کہ مکہ سے روانگی جمعرات کو ہے اور غار سے روانگی پیر کو (۲) اس کے علاوہ ۲۷، صفر کو پیر یا منگل کا دن تھا اسی طرح یکم ربیع اوّل کو جمعرات تھی، دوشنبہ نہیں اس بناء پر بھی یہ قول مرجوح نظر آرہا ہے، پھر قباء میں آمد کی تاریخ اور دن کے بارے میں بھی اختلاف ہے، ابن عقبہ نے یکم ربیع الاوّل کا قول کیا ہے، اور جریر بن حازم نے ابن اسحاق سے دو تاریخ کا قول ذکر کیا ہے۔ (۳) ابن کلبی، حافظ مغلطائی اور زرقانی وغیرہ کا قول ہے کہ یکم ربیع اوّل کو غار سے روانہ ہو کر ۸ ربیع اوّل کو بروز دوشنبہ قباء میں پہنچے، (۴) اور علامہ شبلیؒ لکھتے ہیں کہ اکثر مؤرخین کا اتفاق ہے کہ یہ (قبا میں آمد کی) تاریخ ۸، ربیع اوّل تھی، لیکن خوارزمی کے حوالے سے انہوں نے دن دوشنبہ کی بجائے جمعرات بتایا ہے۔ (۵) دوسری طرف مولوی اسحاق نبی صاحب ۱۲، ربیع اوّل کو قباء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امد کو متفقہ قرار دیتے ہیں اور ۸ ربیع اوّل کے قول کو صرف "چند نئے مصنفین" کا خیال کہتے ہیں، اور اس کی وجہ یہ تحریر کرتے ہیں کہ عام قمری حساب سے ۱۲ ربیع اوّل کو دوشنبہ ممکن نہیں، لیکن اس نظرئے کو انہوں نے خود ہی یہ کہہ کر باطل کر دیا کہ "میرے نظریۂ تقویم کے بموجب ۱۲ ربیع اوّل اھ کو دوشنبہ کا ہی دن تھا" (۶) اس تقویمی حساب سے قطع نظر ۸ ربیع اوّل کا قول اس بناء پر بھی مرجوح ہے کہ تمام مستند اہلِ سیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قباء میں آمد پیر ۱۲ ربیع اوّل ہی کو قرار دیتے ہیں، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے قریب ترین مؤرخ ابن اسحاق، واقدی، ابن ہشام، اور ابن کثیر، ابن حزم، ابن قیم، حلبی، احمد زینی اور شیخ عبدالوہاب وغیرہ یہی لکھتے ہیں اور ابن سعد نے تو اس کو متفق علیہ کہا ہے، (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)، نیز قباء میں آمد کا دن پیر بھی متفق علیہ ہے، حاکم لکھتے ہیں کہ اس بارے میں احادیث متواتر

ہیں،(۷)اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے، لہذا خوارزمی کا جمعرات کو قباء آمد کا قول جو علامہ شبلیؒ نے ذکر کیا ہے وہ درست قرار نہیں دیا جاسکتا، اس کے علاوہ خوارزمی کا یہ قول تو مشہور ہے کہ آپؐ جمعرات کو مکہ سے روانہ ہوئے اور تین روز قیام کے بعد پیر کو غار سے کوچ کیا، جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے لیکن قباء میں جمعرات آمد کا یہ قول کہیں اور نظر سے نہیں گزرا، ایک اور اختلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قباء میں قیام کے بارے میں ہے، اس میں ایک اختلاف تو یہ ہے کہ آپؐ قباء میں کتنے روز قیام پزیر رہے؟ بخاری شریف میں حضرت انسؓ کی روایت میں ۱۴، یوم کا ذکر ہے،(۸)اس روایت کو ابن سعد اور ابن قیم نے بھی نقل کیا ہے،(۹) جبکہ ان کے علاوہ تقریباً تمام مؤرخین اور اہلِ سیر قبامیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام چار روز قرار دیتے ہیں، ابن اسحاق، ابن ھشام، علامہ حلبی، احمد زینی اور شیخ احمد رضاء کا یہی خیال ہے، (تفصیل آگے آرہی ہے) اور دوسرا اختلاف یہ ہے کہ قباء سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کس روز روانہ ہوئے؟ اکثر اہلِ سیر کا قول ہے کہ جمعہ کے روز روانہ ہوئے، اور یہی قول راجح بھی ہے، اور علامہ شبلی بھی یہی لکھتے ہیں، لیکن مولوی اسحاق صاحب لکھتے ہیں کہ دوشنبہ (پیر) کو روانہ ہوئے، ان کی دلیل یہ ہے کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپؐ کی قباء میں آمد پیر کو تھی تو چودہ روز کے بعد پیر کا دن ہوگا نہ کہ جمعہ، لیکن دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ کی طرف جاتے ہوئے محلہ بنی سالم میں جمعہ کی ادائیگی ثابت ہے، اور پیر کو جمعہ کی ادائیگی کیسے ممکن ہے؟ اس کا حل وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ قباء میں قیام کے دوران مدینہ میں آتے جاتے رہے، لیکن ان کا یہ مفروضہ قرینِ قیاس نہیں، کیونکہ جب ایک بار آپؐ مدینہ تشریف لے آئے تو وہاں آمد کی پہلی تاریخ تو وہ ہوئی نہ کہ "باربار" آمد کے بعد جب آپؐ مدینہ تشریف لائے اس کو اصل قرار دیا جائے، نیز اس دوران ایک بار بھی مدینہ آمد کسی روایت سے ثابت نہیں، اس کے ثبوت کے بارے میں کہیں کوئی شہادت نہیں پائی جاتی، اس لئے صرف ایک قول کے ثبوت کی خاطر یہ مفروضہ قائم نہیں کیا جاسکتا۔

البتہ رہا علامہ شبلیؒ کے قول کا مسئلہ جس میں وہ قباء میں آمد ۸، ربیع اوّل کو قرار دیتے ہیں اور دن خوارزمی کے حوالے سے جمعرات لکھا ہے اور پھر چودہ دن قیام کے بعد جمعہ کو مدینہ روانگی نقل کی ہے، تو اس کے حاشیہ میں علامہ سلمان ندوی لکھتے ہیں کہ خوارزمی کے جمعرات

کو قباء میں آمد کے قول کو لے لیا جائے تو یومِ ورود جمعرات کو نکال کر جمعہ کو چودہ یوم ہو جاتے ہیں۔(۱۰) مگر جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ خود خوارزمی کا قول ہی شاذ ہے اس لئے اس کی بنیاد پر ۱۴ یوم کی روایت کے ساتھ تطبیق کیسے دی جاسکتی ہے؟ رہی چودہ یوم کی روایت تو اس کے بارے میں تفصیل آگے آرہی ہے۔

اس کے علاوہ مکہ شہر سے روانہ ہو کر غار میں آمد کا واقعہ مولوی اسحاق صاحب نے ۲ ربیع اوّل جمعہ کے دن کا بیان کیا ہے۔ لیکن جیسا کہ آگے آرہا ہے یہ ثابت ہے کہ آپؐ رات کو غار میں پہنچے، دوسری جانب اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ غار سے پیر کی صبح کو روانہ ہوئے، اب اگر جمعہ ۲ ربیع اوّل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہوئی تو آپؐ کی غار میں کل مدتِ قیام دو روز ہو گی یعنی ہفتہ و اتوار، جبکہ اس پر بھی سب متفق ہیں کہ غار میں آپؐ تین روز قیام پزیر رہے، اس لئے مکہ سے ۲، کو روانگی کا قول بھی درست معلوم نہیں ہوتا۔

اب ہم صحیح صورت حال جو ہماری فہم کے مطابق راجح ہے تحریر کرتے ہیں، سو تمام روایات اور اقوال پر غور کرنے کے بعد یہ صورت نظر آتی ہے، واللہ اعلم کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مکرمہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر سے روانگی یکم ربیع اوّل کو ہوئی ہے اور یہ جمعرات کا دن تھا۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی شب (جب اگلا روز جمعہ تھا) روانہ ہو کر غارِ ثور پہنچے، چنانچہ محمد بن عبدالوہاب لکھتے ہیں کہ "دونوں حضرات رات کے وقت حضرت ابو بکرؓ کے مکان کی پشت میں واقع کھڑکی سے نکل کر غارِ ثور کی طرف روانہ ہوگئے"(۱۱) محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ آپؐ کا خروج یکم ربیع اوّل کو ہوا۔(۱۲) اور علامہ احمد زینی روانگی کی تاریخ کی تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے خروج یکم ربیع اوّل کو ہوا۔(۱۳) اور شیخ محمد رضا لکھتے ہیں کہ آپؐ کی مکہ مکرمہ سے روانگی یکم ربیع اوّل پنج شنبہ کو ہوئی(۱۴) نیز خود محمد بن عبدالوہاب لکھتے ہیں کہ یکم ربیع اوّل کو مکہ سے نکلے(۱۵) البتہ صرف مولوی اسحاق نبی صاحب نے مکہ سے غار کو روانگی ۲، ربیع اوّل کو لکھی ہے۔(۱۶) لیکن ممکن ہے کہ انہوں نے غار میں قیام کا پہلا روز مراد لیا ہو کیونکہ غار میں آمد رات کو ہوئی ہے، یہ خیال اس لئے بھی راجح ہے کہ وہ ۲ ربیع اوّل کو جمعہ کا دن ہی ذکر کرتے ہیں؟ جبکہ ہمارے حساب سے بھی ۲، کو جمعہ ہی ہو گا۔

پھر غارِ ثور میں پہنچ کر وہاں تین روز قیام پزیر رہے، اس پر سب کا اتفاق ہے، علامہ احمد زینی لکھتے ہیں ''پھر غارِ ثور میں پہنچے اور وہاں تین راتیں قیام کیا'' (۱۷) بخاری شریف میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں تین رات قیام کا ذکر ہے (۱۸) اور محمد بن عبدالوہاب بھی یہی لکھتے ہیں (۱۹) اور یہ امر بھی تقریباً متفق علیہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار سے پیر کے روز صبح کو روانہ ہوئے، علامہ حلبی لکھتے ہیں، ''مکہ سے آپؐ کا خروج پیر کو ہوا اور مدینہ (قباء) میں آپ کا داخلہ بھی پیر کے روز ہوا'' (۲۰) اور حاکم کا قول ہے کہ اس بارے میں احادیث متواتر ہیں کہ آپؐ کا خروج پیر کے روز ہوا اور مدینہ میں داخلہ بھی پیر کے روز ہوا۔ (۲۱) اس ضمن میں یہ بات یاد رہے کہ جن روایات میں مکہ سے پیر کو روانگی کا ذکر ہے وہاں سے غارِ ثور کی طرف روانگی مراد ہے، حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے روانگی مراد نہیں کیونکہ یکم ربیع اوّل کو جمعرات کا دن تھا، پیر کا نہیں اور دوسری روایت میں جیساکہ ذکر ہوا مکہ سے روانگی کی تاریخ یکم ربیع اوّل آتی ہے، اس لئے پیر کو غارِ ثور سے ہی روانگی مراد ہوگی، ابن کثیرؒ نے بھی امام احمدؒ کے حوالے سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ کی روانگی پیر کے روز ہوئی۔ (۲۲) اس بات کی تائید محمد بن موسیٰ خوارزمیؒ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کو روانہ ہوئے اور غار میں تین راتیں گزار کر پیر کو وہاں سے مدینہ کی جانب عازمِ سفر ہوئے۔ (۲۳)

لیکن محمد بن عبدالوہاب ان روایات میں فرق کرتے ہیں، جن میں مدینہ روانگی کا دن پیر اور بعض میں جمعرات ہے، اور ان کے طرز سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ پیر کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ ''حاکمؒ کے بقول اس بارے میں احادیث متواتر ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے خروج پیر کو ہوا اور مدینہ میں داخلہ بھی پیر کو ہے'' اس کے بعد انہوں نے محمد بن موسیٰ خوارزمی کا مذکورہ قول ذکر کیا ہے، لیکن جیساکہ ابھی تحریر ہوا ان دونوں قسم کی روایت کے مابین کوئی تضاد نہیں ہے، اور جملہ روایت واقوال سامنے رکھنے کے بعد اس بات میں کوئی ابہام باقی نہیں رہتا کہ آپؐ کی مکہ سے غار کی طرف روانگی جمعرات کو شام کے وقت (یا یوں کرلیں کہ جمعہ کی شب) ہوئی اور غار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو پیر کے روز روانہ ہوئے، تو جہاں جمعرات کو مکہ سے روانگی مذکور ہے وہاں گھر سے روانگی مراد ہے اور جن

روایات میں پیر کو روانگی ذکر ہے ان میں غار سے روانگی مراد ہے، صاحبِ مواہبِ لدنیہ نے بھی ان دونوں اقوال کے درمیان یہی تطبیق دی ہے۔(۲۴) پھر غار میں تین روز قیام کے بعد پیر کو علی الصبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی جانب روانہ ہوئے، علی الصبح روانہ ہونے کی صراحت بخاری میں حضرت عائشہؓ کی طویل روایت میں موجود ہے۔(۲۵) اس روز ربیع اوّل کی ۵، تاریخ تھی، اس کی صراحت ابنِ سعدؒ نے کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی دوشنبہ کی رات میں ربیع اوّل کی چار راتیں گزار کر ہوئی۔(۲۶) اور یہ مختصر قافلہ سفر کرتا ہوا قباء میں ۱۲ ربیع اوّل کو پہنچا، ابن اسحاق کا یہی قول ہے۔(۲۷) ابن ھشام لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں ۱۲ ربیع اوّل پیر کے روز زوال کے وقت پہنچے،(۲۸) اور ابن کثیر بھی لکھتے ہیں کہ آپؐ قباء میں ۱۲ ربیع اوّل پیر کے روز زوال کے وقت پہنچے۔(۲۹) ابن حزم کی بھی یہی رائے ہے۔(۳۰) اور ابن قیم نے بھی یہی تحریر کیا ہے۔ (۳۱) محمد بن عبدالوھاب بھی یہی لکھتے ہیں۔(۳۲) اور ابھی اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ حاکمؒ کے بقول پیر کو مدینہ (قباء) تشریف آوری کے بارے میں روایت متواتر ہیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قباء میں چار راتیں قیام کیا، یعنی ۱۲، ۱۳، ۱۴، اور ۱۵، ربیع اوّل، پیر، منگل، بدھ اور جمعرات کو آپؐ قباء میں قیام پزیر رہے، اور جمعہ کو مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ اس روز ربیع اوّل کی ۱۶ تاریخ تھی۔ اور راستے میں محلّہ بنیسالم میں آپؐ نے جمعہ کی نماز ادا کی، ابن ھشام ابن اسحاق کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قباء میں بنی عمرو بن عوفؓ میں پیر، منگل، بدھ اکرو جمعرات کو قیام کیا اور ایک مسجد کی بنیاد رکھی"۔(۳۳) ابن سید الناس نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ آپؐ بنیعمرو بن عوفؓ میں پیر، منگل، بدھ اور جمعرات (چار روز) قیام پزیر رہے اور جمعہ کو وہاں سے روانہ ہوئے،(۳۴) البتہ ابن قیم نے قباء میں قیام کے بارے میں بخاری کی روایت ذکر کی ہے مگر قباء سے مدینہ روانگی کا دن وہ بھی جمعہ ہی ذکر کرتے ہیں۔(۳۵) انس بن مالکؓ سے بھی یہی روایت کیا گیا ہے۔(۳۶) اور علامہ احمد زینی لکھتے ہیں "قباء سے آپؐ کی روانگی جمعہ کے روز، پیر، منگل، بدھ اور جمعرات کو ٹھہرنے کے بعد ہوئی۔(۳۷) علامہ حلبی لکھتے ہیں "جمعہ کے روز قباء سے روانگی پر بعض حضرات کا یہ قول دلالت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو

بن عوف یعنی قباء میں پیر کا بقیہ دن اور منگل، بدھ اور جمعرات کو قیام پذیر رہے اور جمعہ کو وہاں سے روانہ ہوئے، (۳۸) شیخ احمد رضا کا بھی یہی خیال ہے کہ آپؐ قباء میں چار روز قیام پزیر رہے۔(۳۹) نیز علامہ شبلیؒ بھی اس امر پر اربابِ سیر اور مؤرخین کا اتفاق نقل کرتے ہیں کہ قباء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامچار روز تھا، لیکن وہ بخاری میں حضرت انسؓ کی ۱۴، یوم کی روایت ترجیح دیتے ہوئے اس کو قرین قیاس قرار دیتے ہیں، لیکن اس کی وجہ تحریر نہیں کی، جبکہ ہمارے خیال میں قرین قیاس جمہور ہی کا قول ہے۔ابن سید الناس نے بھی جمہور اصحابِ سیر کے قول ہی کو مشہور قرار دیا ہے۔(۴۰) ان تمام حوالوں سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قباء میں آمد پیر کے روز تھی اور آپؐ کا قباء میں قیام چار روز رہا۔ ۱۴ روز نہیں، اور قباء سے مدینہ کو روانگی جمعہ کو ہوئی، اور جمعہ ۱۶ ربیع اوّل ہی کو آپؐ مدینہ پہنچے، چنانچہ مولوی اسحاق نبی صاحب بھی لکھتے ہیں "چنانچہ ۱۶ ربیع اوّل کو جمعہ کے دن آپؐ نے خاص مدینہ میں نماز ادا فرمائی" (۴۱) البتہ انہوں نے حوالہ ابن ہشام کا دیا ہے اور اس میں ۱۶ ربیع اوّل کی صراحت ہماری نظر سے نہیں گزری، اس بحث سے ان تمام روایت کے مابین بھی تطبیق ہو جاتی ہے جن میں پیر یا جمعہ کو مدینہ پہنچنے کا ذکر ہے، ان سے مراد یہ ہے کہ پیر کو قباء پہنچے اور جمعہ کو مدینہ منورہ۔ اور قباء پر مدینہ کا اطلاق درست ہے۔ کیونکہ قباء مدینہ کے مضافات میں واقع تھا، علامہ حلبی کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔(۴۲)

اب صرف حضرت انسؓ کی ۱۴ یوم قباء میں قیام کی روایت درست نہیں بیٹھتی، لیکن اس سے مراد یہ ہو سکتا ہے کہ مکہ سے روانگی سے لے کر مدینہ پہنچنے تک کل ۱۴ یوم صرف ہوئے، یعنی ۱۴ یوم سے کل ایامِ سفر مراد ہیں، جن کی تفصیل یوں ہوگی، غارِ ثور میں قیام تین دن، قباء میں قیام چار دن اور تقریباً سات روز مکہ سے قباء آمد تک سفر میں صرف ہوئے، علامہ ابن کثیر کی رائے بھی یہی ہے وہ لکھتے ہیں۔"اور ظاہر یہ ہے کہ مکہ سے روانہ ہونے سے مدینہ میں داخل ہونے تک کل پندرہ یوم صرف ہوئے، کیونکہ غارِ ثور میں قیام تین دن رہا، پھر مدینہ کو طریق ساحل سے روانہ ہوئے اور وہ درمیانی راستے سے طویل ہے"(۴۳) اور اگر مدینہ میں آمد کا دن شمار کیا جائے تو کل پندرہ یوم ہی بنتے ہیں۔

نیز علامہ حلبی نے ابن مسعودؓ کی روایت نقل کی ہے جس میں اس کی صراحت ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جمعہ مدینہ میں پڑھا اور جمعہ کا پہلا خطبہ وہی ارشاد فرمایا اور پھر علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قباء میں آپ کا قیام چار روز تھا، ورنہ اگر چودہ ایام کا قول اختیار کیا جائے تو یہ بعید ہے کہ آپؐ نے اتنی مدت میں جمعہ نہ پڑھا ہو۔ نیز جامع صغیر کے حوالے سے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خطبہ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں، آپؐ نے فرمایا "اللہ نے تم پر جمعہ فرض کر دیا ہے میری اس جگہ، اس گھڑی اور اس اجتماع میں" (۴۴) اور دوسری جانب فقہا کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جمعہ کی فرضیت مکہ میں ہی ہو چکی تھی، البتہ اس کی ادائیگی مدینہ میں ہوئی، اور حضرت سعد بن زرارہؓ نے اپنی رائے سے مدینہ میں ہجرت سے قبل ہی جمعہ قائم کر دیا تھا، جس کی آپؐ کے والہ نامے سے بعد میں تائید ہو گئی تھی۔ (۴۵) اس لئے لامحالہ خطبہ میں فرضیت سے مراد باقاعدہ ادائیگی کی ابتدا ہے، اور جب پہلی بار ادائیگی مدینہ میں ہو رہی ہے تو قباء میں جمعہ کی نفی ہو گی، لہذا اب یہ سوال باقی رہے گا کہ جب ۱۴ روز قباء میں قیام پزیر رہے تو اس دوران فرضیت کے باوجود جمعہ کی ادائیگی کیوں نہ کی؟

اس بناء پر بھی قباء میں قیام چار روز ہی معلوم ہوتا ہے، اور چودہ روز کی روایت کا کل سفر کی مدت پر محمول کرنا بھی قرین قیاس لگتا ہے، ویسے بھی قباء میں چودہ یوم قیام کی کوئی وجہ بظاہر سمجھ میں نہیں آتی، جبکہ مقصود مدینہ منورہ پہنچنا تھا۔

اس تمام تفصیل کے بعد ذیل کے نقشے سے تمام تاریخیں واضح ہو نگی۔

مکہ سے غار کی طرف روانگی (جمعرات کا دن گزارنے کے بعد) جمعہ کی رات یکم ربیع اول

غار میں آمد	جمعہ کی رات	یکم ربیع اول
غار میں قیام،	جمعہ کی رات، ہفتہ، اتوار، اور پیر کی شب،	دو، تین، چار، تاریخ تک
غار سے روانگی،	پیر کو علی الصبح،	۵، ربیع اول
قباء میں آمد،	پیر کے روز، بعد از زوال،	۱۲ ربیع اول
قباء میں قیام	پیر کا بقیہ دن، منگل، بدھ، جمعرات	۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵ ربیع اول
مدینہ روانگی اور آمد،	جمعہ کے دن،	۱۶ ربیع اول

حوالہ جات

۱...... محمد بن عبد الباقی الزرقانی / شرح مواہب اللدنیہ، ج /۱، ص /۳۵۱، دار المعرفہ بیروت ۱۹۹۳ء،

۲...... محمد بن عبد الوہاب / مختصر سیرت الرسول، ص /۱۴۶، دار العربیہ، بیروت،

۳..... محمد بن یوسف الصالحی الشامی / سبل الھدیٰ والرشاد، ج /۳، ص /۲۶۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۳ء،

۴...... محمد بن عبد الباقی الزرقانی / شرح مواہب اللدنیہ، ج /۱، ص /۳۵۱،

۵...... شبلی نعمانی / سیرت النبی ﷺ، ج /۱، ص /۱۶۶، دار الاشاعت کراچی، ۱۹۸۵ء،

۶...... مولوی اسحاق نبی / نقوش رسول نمبر، ج /۲، ص /۱۵۵، ادارہ فروغ اردو، لاہور ۱۹۸۳ء

۷..... زرقانی / شرح مواہب، ج /۱، ص /۳۲۵،

۸...... محمد بن اسماعیل البخاری / الصحیح، ج /۲، ص /۲۳۲، مصطفیٰ البابی الحلبی، بیروت، ۱۹۵۰ء

۹...... ابن قیم جوزیہ / زاد المعاد، ج /۳، ص /۵۸، مع حاشیہ، موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۹۸۷ء

۱۰..... شبلی نعمانی / سیرت النبی ﷺ، ج /۲، ص /۱۶۶،

۱۱...... محمد بن عبد الوہاب / مختصر سیرت الرسول، ص /۱۴۷،

۱۲..... ابن الحجر عسقلانی / فتح الباری ج /۲، ص /۲۸۷، قدیمی کتب خانہ کراچی،

۱۳.... السید احمد زینی دحلان / السیرۃ النبویہ، ج /۱، ص /۳۰۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت،

۱۴...... شیخ محمد رضا / محمد رسول اللہ ﷺ، ص /۲۴۵، تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی،

۱۵...... محمد بن عبد الوھاب / مختصر سیرت الرسول ﷺ، ص /۱۴۶،

۱۶..... مولوی اسحاق نبی / نقوش، ج /۲، ص /۱۵۶،

۱۷.... احمد زینی دحلان / السیرۃ النبویہ، ج /۲، ص /۳۱۰،

۱۸..... محمد بن اسماعیل بخاری / الصحیح، ج /۲، ص /۲۲۸،

۱۹..... محمد بن عبد الوہاب / مختصر سیرت الرسول ﷺ، ص /۱۴۷،

۲۰..... علی بن برھان الدین الحلبی / انسان العیون، ج /۲، ص /۲۳۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت،

۲۱..... زرقانی / شرح مواہب، ج / ۱، ص / ۳۲۵،
۲۲ .... ابو الفداء اسماعیل بن کثیر / السیرۃ النبویہ، ج / ۲، ص / ۲۳۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت،
۲۳.... زرقانی / شرح مواہب، ایضاً،
۲۴.... محولہ بالا،
۲۵.... محمد بن اسماعیل بخاری / الصحیح / ج ۲ / ص ۲۲۸،
۲۶ .... مولوی اسحاق نبی / نقوش، ج / ۲، ص / ۱۵۴،
۲۷ ... ابن الحجر العسقلانی / فتح الباری، ج / ۷، ص / ۲۸۷،
۲۸.... ابو محمد عبد الملک بن ہشام / السیرۃ النبویہ، ج / ۲، ص / ۲۳۶، دار المعرفہ، بیروت، ۱۹۷۸ء،
۲۹ .... ابن کثیر / السیرۃ النبویہ، ج / ۲، ص / ۲۵۲،
۳۰.... ابن حزم ظاہری / جوامع السیرۃ اردو، مکتبہ علمیہ کراچی، ۱۹۸۳ء،
۳۱ .... ابن قیم / زاد المعاد، ج / ۳، ص / ۵۸،
۳۲.... محمد بن عبد الوہاب / مختصر سیرت الرسول ص / ۱۵۲،
۳۳.... ابن ہشام / السیرۃ النبویہ، ج / ۲، ص / ۲۳۷،
۳۴ ... ابن سیر الناس / عیون الاثر، ج / ۱، ص / ۳۱۳، مکتبہ التراث، مدینہ منورہ، ۱۹۹۲ء،
۳۵ ... ابن قیم / زاد المعاد، ج / ۳، ص / ۵۹،
۳۶ ... احمد بن محمد بن حنبل / المسند، ج / ۴، ص / ۶۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۹۳ء،
۳۷... احمد زینی / السیرۃ النبویہ، ج / ۱، ص / ۳۲۶،
۳۸ ... علی بن برہان الدین الحلبی / انسان العیون، ج / ۲، ص / ۲۳۶،
۳۹.... شیخ محمد رضا / محمد رسول اللہ ﷺ، ص / ۲۵۱،
۴۰ .... ابن سید الناس / عیون الاثر، ج / ۱، ص / ۳۱۳،
۴۱..... مولوی اسحاق نبی / نقوش ج / ۲، ص / ۱۵۶،
۴۲.... حلبی / انسان العیون، ج / ۲، ص / ۲۳۵،
۴۳ ... ابن کثیر / السیرۃ النبویہ، ج / ۲، ص / ۲۵۷،
۴۴ ... حلبی / انسان العیون، ج / ۲، ص / ۲۴۲،
۴۵..... زرقانی / شرح مواہب، ج / ۱، ص / ۳۱۵،